

فتح کابل کے بعد سب سے پہلے کابل جانے والے وفد کی واپسی پر تاثرات

حافظ راشد الحق این مولانا سمیع الحق - ایڈیٹر ماہنامہ الحق اکوڑہ شکر

جمعہ کی رات کو جب طالبان نے فتح کابل کا تاریخی معرکہ سر کر لیا۔ اور اس کی اطلاع رات ڈھائی بجے دارالعلوم حقانیہ پہنچی تو تمام دارالعلوم میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اور اگرچہ آدھی رات کا وقت تھا۔ لیکن بھر بھی تمام طلبہ اپنے احاطوں سے نکل کر فوراً سر بسود ہو گئے، اور ختم قرآن پاک کا اہتمام بھی کیا۔ علی الصباح دارالعلوم ایک وفد طلبہ کو مبارکباد دینے کیلئے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے ترتیب دیا۔ پچنانچہ راقم الحروف نے اپنے ساتھ دو ساتھیوں کو لے لیا اور روانہ ہوا۔ جب یہ وفد طورخم بارڈر پر پہنچا، تو لوگوں کا ایک جم غفیر سرحد کے دونوں طرف سرحد پار کرنے کیلئے موجود تھا۔ جبکہ بارڈر طالبان کی فتح کے فوراً بعد غیر معینہ مدت تک کیلئے بند ہو چکا تھا۔ اور وہاں پر متعین پاکستانی حکام اور پیشاء کے ہلکار اور فسران سے درخواست کے باوجود ان کو آگے نہیں جانے دیا گیا۔ بالآخر کافی تک و دو کے بعد سرحد پار کرنے کی صورت نکل آئی۔ طورخم بارڈر پر طالبان کی طرف متعین انیسرے مولانا حاجی احمد جان صاحب دارالعلوم کے فاضل نکلے۔ جب ان کو معلوم ہوا، کہ دارالعلوم سے کابل کا دورہ کرنے کیلئے وفد آیا ہے۔ تو انہوں نے انتہائی خوشی کا اظہار کیا اور وہاں پر موجودہ دفاتر اور مکتعہ علاقے کا دورہ کرانے کے بعد اپنے ہمراہ جلال آباد کے گورنر ہاؤس لے گیا۔ بارڈر سے لیکر جلال آباد تک تمام راستے میں لوگ انتہائی خوش اور مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔ اور فتح کی خوشی میں جگہ جگہ انگوڑ اور مٹھائیاں تقسیم کی جا رہی تھی۔ وفد گورنر ہاؤس پہنچا، تو وہاں پر دارالعلوم کے فضلاء اور طلبہ کثیر تعداد میں موجود تھے۔ انہوں نے وفد کا شاندار استقبال کیا۔ اور تحریک طالبان کے اہم مرکز رہنماء مولانا احسان اللہ احسان نے وفد کو خوش آمدید کہا۔ اور رات کے کھانے پر موجودہ صورت حال اور فتح کابل پر تفصیلی بات چیت ہوئی۔ رات گورنر ہاؤس میں گزارنے کے بعد علی الصبح علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے آئے ہوئے علماء کی وفد سے ملاقات ہوئی۔ جن میں مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحب، جناب مفتی محمد ولی، جناب حضرت مولانا مفتی، عبد السمیع، مولانا عطاء الرحمن صاحب شامل تھے۔ کابل جانے کیلئے گاڑیوں کا انتظام کیا گیا۔ رات ہی کو پاکستان ٹی وی اور ریڈیو کے رپورٹر بھی کابل جانے کیلئے جلال آباد پہنچ چکے تھے۔ تین گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ علی الصبح کابل روانہ ہوا۔ پچنانچہ وفد پانچ گھنٹے انتہائی مشکل اور تکلیف دہ سفر کے بعد کابل کے مضافات میں صبح دس بجے داخل ہوا۔ راستے میں جابجا سڑک کے اوپر ہزاروں کی تعداد میں فوجی گاڑیاں چلے ہوئے ٹینک، مارٹر گولے، میزائل اور ہزاروں ناکارہ شدہ بارودی سرنگیں جو کہ طالبان کی جرات، سادری اور عالی ہمتی اور ایک عظیم معرکہ کے منہ لولتی تصویریں تھیں، نظر آرہے تھے۔ قدم

قدم پر مہینوں پہلے سرکاری فوج کی طرف سے بنائے گئے مضبوط ترین مورچے اسلمہ اور بارود کے ڈھیر اس سخت ترین اور طویل ترین پہاڑی درے میں پڑے ہوئے تھے۔ اور دنیا بھر کے ماہرین حرب ان چیزوں کی بدولت ہی کابل شہر کو ناقابل تضر قرار دے رہے تھے۔ ہمیں خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے بعد معلوم ہوا۔ کہ ان کا یہ دعویٰ مادی اور جنگی نقطہ نظر سے بالکل درست اور حق بجانب تھا۔ طالبان نے محض خدائی نصرت کے بل بوتے پر ان تمام مشکلات اور رکاوٹوں کو عبور کیا صرف ایک دن کے قلیل ترین عرصہ میں حکمتیار کے مضبوط ترین ہیڈ کوارٹر سروبی کو فتح کر کے کابل کے مشہور فوجی علاقے پل چرخی میں داخل ہوئے۔ اور وہاں پر کابل فوج کی طرف سے آخری شدید مزاحمت کے بعد شہر کے وسط میں داخل ہوئے اہم سرکاری عمارات پر قبضہ کیا اور قصر صدرات (ارگ) کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ طالبان نے جو سب سے بڑا اور عظیم کارنامہ انجام دیا۔ وہ سابق کمیونسٹ افغان صدر، لاکھوں بے گناہ افغانوں کے قاتل، بدنام زمانہ تنظیم خاد کے سربراہ اور پاکستان کے ازلی دشمن ڈاکٹر نجیب اللہ (مرشد) کی گرفتاری اور فی الفور انکو پھانسی اور تہمتہ دار پر لٹکا دینا تھا۔ ہم کابل شہر کے مشہور چوک آریانا چوک پہنچے۔ جہاں پر نجیب اللہ کو پھانسی دی گئی تھی۔ اور وہاں پر لوگوں کا بہت بڑا ہجوم تھا۔ سابق کمیونسٹوں کو اپنی جان کی پڑی ہوئی تھی۔ وفد نے شہر بھر میں مختلف لوگوں سے ان کے تاثرات معلوم کیے۔ اکثریت نے طالبان کی آمد پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ گذشتہ اٹھارہ برس میں پہلی دفعہ کابل کے اندر گولیوں کی آواز نہیں سنی۔ اور نہ کوئی راکٹ گرا۔ نہ کوئی لوٹ مار یا غارت گری ہوئی۔ طالبان کے آتے ہی لوگوں نے ان کا واپس استقبال کیا۔ اور ان کے ٹینکوں کو پارا مہنائے اور خوشی میں انگو تقسیم کیے۔ ایک ٹینک ارگ کے مین گیٹ پر پھولوں سے لدا کھڑا تھا۔ طالبان نے فتح مکہ کی یاد تازہ کرتے ہوئے تمام شہر میں عام معافی کا اعلان کر دیا تھا۔ اور لوگوں سے کہا تھا۔ کہ تمام لوگ اپنے اپنے کاموں میں صبح سے مشغول ہو جائیں۔ اور عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا۔ اور جو ملازمت پیشہ خواتین تھیں۔ ان کو اپنے گھر میں تنخواہ دینے کا اعلان کیا۔ قانون الہی "قرن فی بیوتکن" کے تحت شرعی حجاب لازمی قرار دیا گیا۔ عوام نے طالبان کے انہی اقدامات کو سراہا۔ لوگوں نے بتایا کہ ہمیں دو چیزوں کی اشد ضرورت ہے۔ ایک امن وامان یعنی جان و مال اور بہرہ و نفع کی حفاظت اور دوسری ناقابل برداشت منگانی ہے جھٹکارا طالبان کی آمد سے یہ دونوں چیزیں ہمیں میسر ہو چکی ہیں۔ طالبان کی آمد سے ایک دن قبل کابل میں ایک گیلن تیل کی قیمت ساٹھ ہزار افغانی تھی۔ اور طالبان کی آمد کے دوسرے روز یہ قیمت گھٹ کر پچیس ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ اور قیمتیں مزید گر رہی تھیں۔ دوسرے روز وفد نے مولانا شیر علی شاہ المدنی دامت برکاتہم جو کہ اسی دن ہم سے ایک گھنٹہ تاخیر سے پہنچے تھے۔ اور جن کا طالبان تحریک میں ایک نمایاں اور موثر کردار رہا ہے۔ اور مفتی نظام الدین کی معیت میں کابل کی چھ کئی کمیٹی اور ملا ربانی صاحب کے ساتھ تفصیلی ملاقات کی اور انہیں مولانا سمیع الحق صاحب اور دارالعلوم کے اساتذہ و طلبہ کی طرف سے مبارک باد کا پیغام پہنچایا۔ اور انہیں اس نئی

صورت حال میں مفید تجاویز اور مشورے دیے۔ ملاربانی صاحب نے شکریہ ادا کیا اور دعوت دی کہ آپ جب تک چاہیں کابل میں ہمارے مہمان رہیں۔

وفد تین دن تک کابل کے انٹر کانٹیننٹل ہوٹل میں مقیم رہا اور وہاں پر لاکھوں روپے کی برہنہ و نیم برہنہ نصب شدہ بت توڑنے میں دیگر طالبان کے ساتھ شریک رہے۔ اوریوں سلطان محمود غزنوی ہی کے دیس میں ان کی رسم بت شکنی کی یاد تازہ کردی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ وفد نے کابل کے مختلف علاقوں کا بھی دورہ کیا۔ اور خصوصاً پغمان جو کہ ہستاد سیاف کا ہیڈ کوارٹر تھا، وہ بھی دیکھا۔ اور ان کے شاندار اور شاہانہ محلات کا مشاہدہ کیا۔ وہاں پر شاہانہ کروفہ کی تمام سہولیات موجود تھیں۔ جو کہ اب لشکر محمدی کے دست تصرف میں تھیں۔ ع۔۔۔۔ انقلابات ہیں زمانے کے فاعلتبر وایا اولی الابصار۔ اس کے بعد وفد نے دوسرے دن بروز اتوار مختلف علماء کمانڈرز اور پاکستان سے آئے ہوئے خصوصی وفد کے ارکان کے ساتھ ہوٹل کی لابی میں ملاقات کی۔ وفد کے سربراہ بریگیڈیئر محمد یوسف سے افغانستان کی صورت حال پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ اس کے بعد ہم لوگ پرانے شہر کو گئے جو کہ ویران کھنڈرات کی جیسی جاگتی تصویر تھا۔ اور اپنے ہی باسیوں کے ہاتھوں زخم زخم تھا۔ یعنی گل بدین کھستیار اور احمد شاہ مسعود کے پانچ سالہ اقتدار جنگ کا نتیجہ تھا

سے۔۔۔۔۔ میں اگر کچھ سوختہ سماں میں تو جگہ سیاہ
خود دکھایا ہے مرے گھر کے چراغ نے مجھے

ہم نے لوگوں سے اس تباہی کے اصل محرک کسے بارے میں دریافت، کہ آیا یہ روسیوں اور شورویوں کی کارستانیاں ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ سب کیا دغا ایٹھوں ہی کی ریش دوانیوں کا ثمرہ ہے، اس کے بعد ہم نے کابل میں موجود بعض صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے مزارات پر گئے۔ وہاں پر جو منظر ہم نے دیکھا، تو وہ بہت ہی افسوسناک اور دردناک تھا۔ اس لیے کہ ان کے مزارات مقدسہ بھی ان بد بختوں کے باہمی قتل و قتل اور جنگ و جدل کے اثرات سے محفوظ نہ تھے۔ اور جہاں جہاں پر مارٹر گولوں کے نشانات اور سوراخ نظر آ رہے تھے۔ ع۔۔۔۔۔ اب وہ مزار ہے ہیں نشان مزار بھی

کابل شہر اور اس کے گرد و نواح کے دیکھنے کے بعد ہم لوگ واپس ہوئے۔ اور شام کے وقت کراچی کے علماء کا وفد واپس پاکستان روانہ ہوا۔ اور ہم لوگ ایک دو روز کھٹے مزید کابل شہر میں رہے۔ اور دارالعلوم کے فضلا کے ساتھ مختلف محاذوں پر ملاقاتیں کیں۔ احمد لہ طور خرم کے بارڈر سے لیکر عجم کے بارڈر تک ہر جگہ آپ کو حقانیہ کے فضلا نظر آئیں گے۔ جو اس وقت افغانستان میں اہم ترین مناصب پر فائز ہیں۔ یہ اس لیے کہ دارالعلوم حقانیہ صرف ایک تعلیمی درس گاہ نہیں بلکہ اس میں طالب علم کی ہر قسم کی تربیتی نشوونما ہوتی ہے۔ اور اس وجہ سے ہمیشہ ہمارے فضلا ہر میدان میں ممتاز رہے ہیں۔ عسکری محاذ ہو یا علمی جولان گاہ پارلیمنٹ ہاؤس ہو یا عصری یونیورسٹیاں میدان صحافت ہو یا ادبی معرکہ آرائی الغرض زندگی کے تمام میدانوں میں یہ قابل فخر سپوت مسرور ہیں۔ بہر حال ایک جزیفہ